رضوانہ مبشر

والدین کے حقوق و فرائض

کسی بھی خاندان کی تشکیل میں اہم ترین کردار والدین ہی ادا کرتے ہیں۔ ان کے بغیر سماجی زندگی ناممکن ہے۔ پوری کائنات میں اعلیٰ ترین محبت' بلند ترین الفت اور عمیق ترین اخلاص جو والدین سے اولاد کو میسر آتا ہے' اس کی مثال دنیا میں کسی اور فرد سے نہیں مل سکتی۔ والدین کی محبت و شفقت بالکل بے لوث اور بھرپور ہوتی ہے اور ہر والدین کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے کہ ان کی اولاد سماج میں اوج ثریا کو پہنچے۔ چاہے اس کی خاطر انہیں قربانیاں بھی دینا پڑیں' ان کیلئے اولاد کے سکون کی خاطر خود دکھ برداشت کرنا باعث راحت ہوتا ہے۔ ان کے دل سے اولاد کی بہتری اور بہبود کیلئے پُر اثر دعائیں نکلتی ہیں۔ والدین کی اچھی تربیت سے اولاد معاشرے میں باعزت مقام حاصل کرتی ہے اور آنے والی نسلوں کیلئے روشن مثال بنتی ہے' چنانچہ والدین کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے نام کو جہاں تک ممکن ہو سکے روشن کریں اور اس کیلئے وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی جو مساعی زندگی بھر اپنی اولاد کیلئے وہ کرتے ہیں۔ ان کیلئے وہ صلہ کے حقدار ہوتے ہیں۔ اس طرح حقوق و فرائض کا ایک نہایت شاندار اور دلچسپ تانا بانا فطری طور پر ہی بن جاتا ہے۔ والدین کے حقوق و فرائض کے پیشِ نظر ان سب کا جاننا بھی بہت ضروری ہے۔

والدین کا درجہ:

والدین کا درجہ اس لحاظ سے ہی بہت بلند و بالا ہوتا ہے کہ وہ فرد کو اس معاشرے میں جنم دینے والے ہوتے ہیں اور پیدائش کے بعد اپنی تمام تر ممکنہ قوتوں کو بروئے کار لا کر اولاد کی تربیت و پرورش کے ذمہ دارانہ فرائض کو حتی المقدور بدرجہ احسن پورا کرنے میں مسلسل جدوجہد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کو اس قدر بلند و بالا مقام بخشا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد کوئی قابل احترام ذات ہے تو وہ محض والدین۔

ارشادِ ربانی ہے

﴿اشکروالی ولوالدین﴾ ''تم میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔''

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وقضی ربک الاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا﴾

''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔''

سورۃ النساء میں ارشاد رب جلیل ہے:

﴿واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا﴾

''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

سورۃ بقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿قل ما انفقتم من خیر فللوالدین﴾

''اے نبی اکرم ﷺ! کہہ دیجئے کہ جو کچھ بھی تمہیں نیکی کے ساتھ خرچ کرنا ہو وہ صرف والدین کیلئے خرچ کرو۔''

ان حقائق سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ تعظیم والدین نہ صرف دنیاوی طور پر ایک لازمی چیز ہے' بلکہ اس کا حکم خداوند عالم نے نصوص قرآن کے ذریعے دیا ہے۔

پرورش اولاد:

جہاں اللہ تعالیٰ نے والدین کو عزت و احترام کے اعلیٰ منصب پر فائز کیا ہے اور حقیقی طور پر اس کا حقدار قرار دیا ہے' وہاں اولاد کی پرورش کی ذمہ داری بھی والدین کے سپرد کی ہے۔ تمام والدین فطری طور پر اپنی اولاد کی بہتر سے بہتر پرورش اور نشوونما کا بندوبست کرتے ہیں۔

والدین میں فطری طور پر کچھ ایسے عناصر شامل کردیئے گئے ہیں' کہ وہ اپنی بھوک اور پیاس کی پرواہ نہیں کرتے' لیکن بچوں کے آرام و سکون کا انتظام ضرور کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں کتب حدیث میں ایک نہایت ہی سبق آموز واقعہ درج ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مسکین عورت دو لڑکیوں کو لے کر آئی۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس عورت نے ایک ایک کھجور دونوں لڑکیوں کو دے دی اور جب تیسری کھجور اپنے منہ کی طرف لے جانے لگی تو لڑکیوں نے اس سے وہ کھجور بھی مانگ لی۔ اس عورت نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور آدھا آدھا ٹکڑا دونوں لڑکیوں میں بانٹ دیا اور خود کچھ نہ کھایا۔ جب یہ واقعہ حضور ﷺ نے سنا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر جنت واجب کر دی ہے اور اسے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔

عالم شیرخوارگی سے لے کر دورِ طفلگی و جوانی تک والدین اپنے بچوں کی پوری لگن اور انہماک سے پرورش کرتے ہیں اور یہ بات ان کے فرائض میں شامل ہے۔ جو والدین اولاد کی پرورش کا خیال نہیں کرتے' وہ اولاد

پر بھی اپنے حقوق جتانے کا حق نہیں رکھتے۔

تعلیم وتربیت:

اولاد کی تعلیم وتربیت والدین کے اولین فرائض میں شامل ہے۔ جناب رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ والد اپنی اولاد کو جو سب سے بہترین تحفہ دیتا ہے' وہ اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو تعلیم دینی اور دنیاوی دونوں سے جہاں تک ممکن ہو سکے' بہرہ ور کریں۔ کیونکہ یہی تعلیم و تربیت بچوں کے مستقبل کی تابندگی اور معاشرے کی بلندی کا باعث بنتی ہے۔ تعلیم و تربیت سے بچوں کو جذباتِ حیوانیت سے نجات دلا کر شرف انسانیت سے آگاہ کیا جاتا ہے اور شرف انسانیت کی عظمت کو قائم رکھنا ہر فرد معاشرہ کا بنیادی فرض ہے۔

اولاد کی شادی:

والدین کا فرض ہے کہ جب اولاد سنِ بلوغت کو پہنچ جائے تو ان کے نکاح کا انتظام کریں۔ بالخصوص بیٹیوں کی شادی کا انتظام جس قدر جلدی ہو سکے کر دیا جائے کیونکہ بالغ ہونے کے بعد یہی بچے خود ایک خاندان کی تشکیل دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ شادی کے وقت بالغ اولاد سے مشورہ کرنا زیادہ مستحسن ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے بچوں کی شادیاں ان کی رضا و رغبت سے کی جائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب اولاد بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دی جائے اور جو شادی نہ کرے تو اس نے گناہ کیا اور اس گناہ کی تمام تر ذمہ داری اس کے والد پر ہے۔''

بچوں سے مال ہتھیانے سے احتراز:

یہ درست ہے کہ اولاد کے مال پر والدین کا پورا پورا حق ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے حالات برقرار رکھے جائیں کہ اولاد از خود خدمت گزاری کیلئے تیار ہو۔ محض بہانہ سازی اور جعلی تکالیف کا مظاہرہ کر کے اور اولاد کو پریشان کر کے ان سے مال ہتھیانا نہ صرف اخلاقی طور پر نازیبا حرکت ہے بلکہ معاشرتی نکتہ نظر میں بھی ایک قبیح حرکت ہے۔

منجانب اولاد اطاعت وفرمانبرداری:

تمام والدین کا اپنی اولاد کی طرف سے اطاعت وفرمانبرداری کا حق ہے۔ ان کے حکم کی تعمیل اولاد کا فرض اولین ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول ﷺ نے متعدد بار تاکید کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے والدین کے احکام کی بجا آوری کی جائے۔ بجز ان احکام کے جو دین سے برگشتہ کرنے اور احکام خداوندی کے خلاف کفر و شرک کرنے کیلئے ہوں۔

حضرت ابوبکر ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو سب گناہوں کو بخش دے۔ سوائے ان گناہوں کے جو کوئی شخص اپنے والدین کی نافرمانی کے ذریعے ادا کرتا ہے۔ والدین کے احکام کی فرمانبرداری اولاد کو ایک مرکز پر جمع رکھنے کا موجب ہوتی ہے۔ اس سے بہترین یکجہتی اور ماحولیاتی خوشگواریت قائم رہتی ہے۔ والدین کی اطاعت میں اولاد کو نہ صرف دینی ثواب حاصل ہوتا ہے بلکہ دنیاوی استحکام بھی حاصل ہوتا ہے کیونکہ والدین اپنی اولاد کو گمراہ کن احکام نہیں دیتے اور جہاں تک ممکن ہو سکے گا' وہ بچوں کو سیاہ کاریوں سے دور رہنے کی تلقین کریں گے۔ اولاد شتر بے مہار بننے سے بچ جائے گی اور خود غرض اور خود سری کی لعنت میں ملوث ہو کر سیاہ کاریوں میں غرق ہونے سے محفوظ رہے گی۔ والدین کی نافرمانی سے جو غضبناک نتائج نکل سکتے ہیں' ان میں خدائی ناراضگی' معاشرتی بدنظمی و بدمزگی' آخرت سے محرومی اور شفقت ومحبت والدین سے محرومی بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے والد کے احکام کی تعمیل کی' اس نے اپنے رب کے احکام کی تعمیل کی اور جس نے اپنی ماں کا کہا مانا اس نے جنت حاصل کر لی۔ کیونکہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ ماں کے فرمان کی اطاعت جنت کی ضمانت ہے۔

احسان وبھلائی:

اسلام نے والدین کے ساتھ احسان و بھلائی کرنے پر خصوصی توجہ دینے کیلئے زور دیا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جس محنت اور تکلیف سے والدین بچے کی پرورش کرتے ہیں اور اس کی تعلیم وتربیت کیلئے اسباب مہیا کرنے کیلئے صعوبتیں برداشت کرتے ہیں' ان کا صلہ کائنات کی کوئی چیز ادا نہیں کر سکتی۔ ماں بچے کو جنم دیتی ہے' اس کو اپنی آغوش میں سکون دیتی ہے' خود تکلیف اٹھاتی ہے' اسے آرام پہنچاتی ہے۔ والد بچے کے آرام و سکون کیلئے اپنی بساط سے بڑھ کر محنت و مشقت کرتا ہے اور اپنی تمام تر کاوشوں کے سلسلے کو اولاد کی بہتری کیلئے صرف کر دینا اپنے لئے باعث مسرت محسوس کرتا ہے۔ وہ اپنے سکون آرام کو اولاد کی بہتری کی خاطر قربان کر دیتا ہے۔ چنانچہ ان حالات میں ان کا حق بنتا ہے کہ ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ احسان مندی کے ساتھ پیش آئے اور ان کے بڑھاپے میں ان کی مدد و معاون ثابت ہو۔ ان کی تھکاوٹ کو دور کرنے کا باعث بنے۔ اولاد کی طرف سے ماں باپ کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنا نہ صرف معاشرتی یا اخلاقی تقاضا ہے بلکہ ایک مذہبی فریضہ بھی ہے۔

سورۃ النساء میں ارشادِ ربانی ہے

''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔''

جس طرح والدین اپنی توانائی کی زندگی میں دورِ جوانی میں ہر قسم کی مشقت اٹھا کر اپنی اولاد کی بہبود و سکون کا سامان مہیا کرتے ہیں' اسی طرح جب اولاد خود جوان ہو جائے اور اس کے والدین خوش قسمتی سے بزرگی کی حالت میں ان کے پاس موجود ہوں تو اولاد کا فرض ہے کہ ان کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی' خوش خلقی اور احسان مندی سے پیش آئیں۔ ان کے سامنے ذرہ برابر بھی سخت کلامی نہ کریں بلکہ والدین کو اتنا خوش رکھیں کہ ان کی زباں پر اولاد کی مزید بہتری کیلئے دعائیں ہی دعائیں نکلیں۔ والدین کی

دعاؤں کی رسائی براہِ راست خدا تعالیٰ تک ہوتی ہے اور وہ واقعی مستجاب ہوتی ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشادِ ربانی ہے

''اور تمہارے رب نے تمہیں حکم دیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو اور اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک مت کہنا اور نہ ہی ان کو جھڑکنا اور ان سے اچھی اور مودب گفتگو کرنا اور ان کے سامنے عاجزی اور شفقت کے ساتھ جھکے رہنا اور کہنا کہ اے اللہ تعالیٰ! تو ان دونوں بزرگوں پر رحمت برسا جس طرح کہ ان دونوں نے میرے بچپن کے دوران میری پرورش کی۔

قرآن مجید میں متعدد آیات ایسی ہیں جن میں والدین کے ساتھ احسان وبھلائی کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا ہے۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ والدین کو اس لئے قابل عزت احترام اور حسن سلوک و احسان کا حقدار گردانتا ہے کہ وہ اولاد کی پیدائش، پرورش اور بہتری کیلئے ہمہ عمر مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ تو رضاعی والدین سے بھی کمال حسن سلوک واحسان مندی کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کرتے ہیں۔

ماں باپ کی خدمت جب کہ وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں حصول جنت کی ضمانت بن جاتی ہے جو والدین کو ان کی ضعیف العمری میں آرام وسکون پہنچانے کی بجائے انہیں دکھ دیتا ہے اور انہیں بے یار ومددگار چھوڑ کر خود تعیش کی زندگی میں مصروف ہو جاتا ہے وہ کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کو پیارا نہیں ہوسکتا بلکہ وہ اخلاقی اور دینی اعتبار سے مجرم اور گنہگار ہے۔ اس کی سزا جہنم ہے۔

والدین کے دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک:

اپنی اولاد کی جانب سے والدین کا حق ہے کہ وہ ان کی ذات کے علاوہ ان کے دوستوں کے ساتھ بھی بہتر سلوک روا رکھیں اور جو وعدے انہوں نے اپنے دوستوں کیئے ہوئے ہیں، انہیں بخیر وخوبی پورا کریں۔ بالخصوص والدین کی وفات کے بعد ان تمام وعدوں کی تکمیل کریں جو والدین نے زندگی میں دوستوں کے ساتھ کیئے ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ایسا کرنے سے نہ صرف والدین کی ارواح خوش ہوں گی، بلکہ اللہ تعالیٰ خود اس کو جزائے خیر دے گا۔ اگر کوئی اولاد اپنے والدین کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتی تو وہ والدین کیلئے ذلت و شرمندگی کا باعث بنتی ہے اور اولاد کی طرف سے ایسا فعل نہ تو معاشرے کو پسند ہے اور نہ خود ذاتِ باری تعالیٰ کو۔

والدین کے دوستوں کی عزت کرنا والدین کے وقار کو بلند کرتا ہے۔ اس لئے دین اسلام میں والدین کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک روا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابن دینار ؓ کے حوالے سے ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہترین نیکی انسان کی اپنے باپ کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا ہے۔

شکر گزاری:

اولاد اپنے والدین کی جس قدر بھی شکر گزار ہو کم ہے، کیونکہ والدین کے احسان کا بدلہ چکایا ہی نہیں جا سکتا۔ والدین اپنی بے غرض محبت وشفقت کے ذریعے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اولاد کی آسودگی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ اولاد کی خوشیاں اگر والدین کو دکھ اٹھانے کے بعد بھی میسر آ سکیں تو والدین ان دکھوں کو چوم کر گلے سے لگا لیتے ہیں۔ وہ اپنا سب کچھ اولاد کی خاطر قربان کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ ان کے دل میں کوئی کاروباری نظریہ کارفرما نہیں ہوتا۔ اس لئے والدین بہرصورت اولاد کی طرف سے شکر گزاری کے حقدار ہوتے ہیں۔ جو اولاد والدین کی خدمت گزار نہیں ہوتی، وہ قابل ستائش نہیں ہے۔

والدین پر خرچ کرنا:

والدین بچوں کی بلوغت تک ان کے تمام اخراجات خوشی ومسرت سے خود برداشت کرتے ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ رقوم واملاک تصرف میں لا کر بچوں کے مستقبل کو روشن تر کیا جائے۔ اپنی عمر کے بہترین حصے کے دوران محنت شاقہ کرنے کے بعد حاصل ہونے والی رقم کو مکمل طور پر اولاد پر خرچ کرنا صرف والدین کا ہی حوصلہ ہوتا ہے۔ اولاد کی پرورش وتربیت والدین کے احوال کے انفاق پر ہی مبنی ہوتی ہے۔ اولاد اس سلسلے میں کوئی کوتاہی کرے تو وہ نہ صرف اخلاقی و معاشرتی اعتبار سے جوابدہ ہے، بلکہ دینوی لحاظ سے بھی گنہگار ہوگی۔

سورۃ بقرہ میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین﴾

''اے میرے حبیب ﷺ! لوگ پوچھتے ہیں کہ کہاں؟ خرچ کریں، آپ فرما دیں گے جو کچھ مال تمہیں صرف کرنا ہو وہ ماں باپ کا حق ہے۔''

اس طرح ایک شخص حضرت عمر ؓ کی خلافت کے دوران یہ مقدمہ لے کر پیش ہوا کہ میرا باپ میرے مال پر زبردستی قبضہ کرنا چاہتا ہے حالانکہ میں نے خود اپنی دن رات کی محنت سے وہ مال کمایا ہے۔ حضرت عمر نے باپ کو بلایا تو اس نے کہا میں اس کے مال سے تعرض کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ میں اس کے مال سے کچھ حاصل کروں۔ اس پر حضرت عمر ؓ نے فیصلہ دیتے ہوئے اور لڑکے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

﴿انت ومالک لابیک﴾

''تو خود اور تیرا مال تیرے باپ کا ہی ہے۔''

اللہ اور اللہ کے رسول خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ والدین کی خدمت کی جائے۔ والدین کا نافرمان انسان دنیا وآخرت میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے والدین کی خلوص کے ساتھ خدمت کی جائے تا کہ دنیاوی واخروی کامیابیاں حاصل کرسکیں۔